صدر پاکستان نے شاہ صاحب کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پیغام تعزیت میں کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات حسرت آیات سے مجھے بے حد رنج ہوا ہے۔ آپ جنگ آزادی اور اسلام کے ایک زبردست مجاہد تھے اور قدرت نے آپ کو علم و فصاحت کی نعمتیں ودیعت کی تھیں۔ موت نے ہم سے ایک عظیم شخصیت جدا کر دی۔ خدا آپ کی روح کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

پنجاب یونیورسٹی کا اردو مجلہ "محور" (ستمبر ۱۹۶۱ء) تعزیتی شذرہ

اس دور کا سب سے بڑا المیہ!

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات اس دور کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ المیہ اس لئے کہ نئی نسل یہ تو جانتی ہے کہ برک نے برطانوی پارلیمنٹ میں کیا کچھ کہا۔ انہیں یہ تو معلوم ہے کہ روم میں انطونی نے کس طرح اپنی خطابت سے بروٹس کے اقتدار کا تختہ الٹ دیا۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ شاہ صاحب نماز عشاء کے بعد تقریر شروع کرتے تھے اور ہزاروں سامعین رات بھر بیٹھنے کے بعد فجر کی نماز ان کی امامت میں پڑھا کرتے تھے۔ ان کی خطابت کا سحر راہ چلتے لوگوں کو کھینچ کر جلسہ گاہ میں لے آیا کرتا۔

ایک بار انجینئرنگ کالج مغلپورہ کے انگریز پرنسپل کے خلاف لاہور میں جلسہ ہو رہا تھا۔ رات کے دو بجے تقریر کرتے ہوئے شاہ صاحب نے فیصلہ کیا کہ ابھی موچی دروازہ سے جا کر سب لوگ کالج کے سامنے مظاہرہ کریں اور دس ہزار کا مجمع نعرے لگاتا ہوا شاہ صاحب کے پیچھے چل پڑا۔

یہ آواز کا جادو اس لئے تاریخی حیثیت اختیار نہ کر سکا کہ انطونی کی طرح انہیں کوئی شکسپیئر نہ ملا۔ اور پھر اس لئے بھی کہ بعد میں ان کا سیاسی مسلک انہیں مسلم لیگ سے دور لے گیا اور وہ تحریک حصول پاکستان سے کٹ گئے۔ وہ غلط راستہ پر تھے مگر اس اختلاف کے باوجود ان کی دیانت، خلوص اور بے غرضی شبہ سے بالاتر تھی۔

ان کی درویشی اہل بصیرت کے لئے آج بھی چراغ راہ ہے۔

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور / تعزیتی شذرہ

جامع کمالات شخصیت

بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم کا صدمہ ابھی تازہ تھا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۷۲ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شاہ صاحب کو مرحوم لکھتے وقت کلیجہ کانپتا ہے لیکن موت

سے کس کو رستگاری ہے۔ وہ اپنے معین وقت پر آتی ہے اس سے فرار کسی کو ممکن نہیں۔

شاہ صاحب مرحوم گزشتہ پانچ ماہ سے شدید علالت کا شکار تھے مختلف ہسپتالوں میں قابل ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ان کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن شاہ صاحب کی حالت روز بروز گرتی گئی اور آخر ۲۱ اگست کو شام چھے بج کر ۱۵ منٹ پر ان کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم جامع کمالات شخصیت تھے۔ برصغیر میں اس پائے کا خطیب پیدا نہیں ہوا۔ جنگ آزادی میں شاہ صاحب نے نمایاں طور پر حصہ لیا اور عمر عزیز کا ایک حصہ تقریباً ۱۸ سال جیل میں بسر کئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری زندگی بھی کیا تین چوتھائی ریل میں کٹی اور ایک چوتھائی جیل میں۔ ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۸ء میں ہوا۔ یہ زمانہ تحریک خلافت کے شباب کا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں شاہ صاحب مرحوم نے اپنی شعلہ بیانی کے ذریعہ عوام میں وہ مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل کی جو بہت کم لیڈروں کو نصیب ہوئی۔ ان کی تقریر سراسر اعجاز تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ وہ عشا کی نماز کے بعد تقریر شروع کرتے اور فجر کی نماز تک تقریر جاری رہتی۔ ان کی تقریر کے دوران کسی شخص کو جلسہ سے اٹھ کر جانے کا ہوش نہ رہتا تھا۔ مخالف سے مخالف مجمع کو شاہ صاحب اپنی سحر بیانی سے مسحور کر لیتے تھے۔ ہزارہا افراد کو بیک وقت لا دینا اور ہنسا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

۱۹۲۹ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورے کے مطابق مجلس احرار قائم کی گئی۔ شاہ صاحب مرحوم جماعت کے روح و رواں تھے۔ چوہدری افضل حق مرحوم کو جماعت کا دماغ اور شاہ صاحب کو زبان سمجھا جاتا تھا۔ جرأت، ہمت اور استقلال میں شاہ صاحب مرحوم اپنی مثال آپ تھے۔ غیرت حق اور روح ایمانی سے ان کا سینہ ہمیشہ معمور رہتا تھا۔ اسلام کے بنیادی عقائد اور نبی اکرم ﷺ کی آبرو پر جب کوئی دشمن دین ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا تو شاہ صاحب بے دھڑک اس کے آگے سینہ سپر ہو جاتے۔ اور نہ پھر یہ نہیں دیکھتے تھے کہ مخالف کتنا طاقت ور اور بااثر ہے۔ برطانوی سامراج کے ہاتھوں انہیں بارہا صعوبتیں سہنا پڑیں۔ لیکن ان کے پائے استقلال کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔

قیام پاکستان کے بعد وہ عملاً سیاست سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ لیکن تحریک ختم نبوت کے دوران وہ پھر اسلام کی آبرو بچانے کے لئے میدان میں اتر آئے تھے۔ شاہ صاحب ایسی جامع کمالات شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ افسوس ہے کہ پرانے بادہ کش ایک ایک کر کے اس محفل ہستی سے اٹھتے جاتے ہیں اور کوئی ان کی جگہ پر کرنے والا نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالے ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔